

SURENDRANATH COLLEGE, KOLKATA

سریندر ناتھ کالج ، کولکتہ

B.A. GENERAL

بی۔ اے۔ جنرل

SEMESTER - IV

URDG-G-LCC (2)

STUDY MATERIAL - 10

DR.BILQUIS BEGUM

Head Of Department, Urdu

SURENDRANATH COLLEGE, KOLKATA .

ڈاکٹر بلقیس بیگم

صدر شعبہ اردو

سریندر ناتھ کالج، کولکتہ

افسانہ کا آغاز و ارتقاء

افسانہ اردو نثر کی اہم صنف ہے۔ اس کا آغاز 19 ویں صدی کے آخر میں اس وقت ہوا جب 1857 کے بعد ہندوستانی زندگی چاروں طرف سے کشمکش کا شکار تھی۔ اور بہت سی مذہبی اور اصلاحی تحریکیں سرگرم عمل تھی۔ ان تحریکات کا اثر ادب پر ہونا لازمی تھا چنانچہ افسانہ بھی اپنے عہد کا ترجمان اور زندگی کی حقیقتوں کا عکس بن کر نمودار ہوا۔ اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ کہ پریم چند نے سب سے پہلے اردو افسانے کو زندگی کی حقیقت سے روشناس کرایا۔ اور اسے قومی جذبات، ذہنی کشمکش اور دیہاتی زندگی کے معاشی اور سماجی مسائل کا ترجمان بنایا۔ انھوں نے متوتر طبقے اور دیہاتی زندگی کی جیتی جاگتی تصویر اپنے افسانوں میں پیش کی۔ کسانوں کی زندگی میں پیش آنے والی ایک کڑوی سچائی کو اپنے افسانوں کا موضوع بنایا۔ پریم چند نے اردو افسانوں کو حقیقت نگاری کے جس فن سے آشناء کرایا تھا وہ ان کے بعد بھی قائم رہا۔

پریم چند کی روایت کو آگے بڑھانے والوں میں علی عباس حسینی، سُدرشن اور کے نام سرفہرست ہیں ان کے افسانوں میں پریم چند کی واقعیت کا گہرا اثر ملتا ہے۔ علی عباس حسینی نے دیہاتی زندگی کے دکھ درد کو اپنے افسانوں میں بڑی خوبصورتی سے پیش کیا۔ ابتدائی کہانیوں میں البتہ اصلاحی نقطہ نظر غالب نظر آتا ہے۔ لیکن بہت جلد انھوں نے قومیت اور معاشی بد حالی کو اپنے افسانوں کا موضوع بنایا۔ اور اپنے خاص اسلوب نگارش، شیریں عبارت اور جذباتی کرداروں کی مصوری کے ذریعے اردو کے اہم افسانہ نگاروں میں اپنا نام شامل کر لیا۔ رفیق تہائی، بانسی پھول، ICS اور ہمارا گاؤں وغیرہ ان کے مقبول ترین افسانے ہیں۔ اسی طرح اعظم کرپوی نے کسانوں کی حسرتوں، مایوسی اور نا کامیوں کو بڑے سلیقے سے اپنے افسانوی میں پیش کیا ہے۔ ان کے افسانوں میں سیاسی اور اقتصادی مسائل کے ساتھ رومانی فضاء بھی ملتی ہے۔ اسی طرح سُدرشن نے دیہاتی زندگی کی بجائے شہروں میں رہنے والے متوسط ہندوں گھرانوں کی زندگی کو اپنے افسانوں میں پیش کیا۔ انھوں نے شہری زندگی میں پائی جانے والی کشمکش کو بڑی سادگی سے پیش کیا ہے جس سے ان کے افسانے زندگی کی حقیقت کا ترجمان بن گئے ہیں۔ اسی طرح افسانے کے اس دور میں سجاد حیدر یلدرم، نیاز فتح پوری اور امتیاز علی وغیرہ جیسے اہم افسانہ نگاروں کے نام قابل ذکر ہیں۔

1930ء کے بعد افسانے کے موضوعات کا دائرہ وسیع ہوا۔ کیونکہ ہندوستان میں انگریزی تعلیم کی فراوانی ہو چکی تھی اور ہمارے ادیب انگریزی ادب سے متاثر ہو رہے تھے۔ لہذا انگریزی ادب کے اثرات سے اردو افسانے کا دامن خوب مالا مال ہوا۔ اور سماج کے مختلف مسائل پر ہمارے افسانہ نگاروں نے خوبصورت افسانے لکھے۔ اسی زمانے میں اردو افسانے میں حقیقت پسندی کے ساتھ طبقاتی کشمکش افلاس، سماجی انتشار، اخلاقی اقدار کا کھوکھلہ پن اور جنسی گھٹن جیسے موضوعات افسانے میں داخل ہوئے۔ اس زمانے کے نمائندہ افسانہ نگاروں میں کرشن چندر، راجیندر سنگھ بیدی، حیات اللہ انصاری، عصمت چغتائی، خواجہ احمد

عباس، سہیل عظیم اور سعادت حسن منٹو کے نام قابل ذکر ہے۔

ان افسانہ نگاروں میں سب سے زیادہ قدر و ارزشیت کرشن چندر کی ہے یہ رومان کی راہ سے حقیقت نگاری کی طرف آئے۔ وہ اپنے عہد کی نمائندہ حقیقت کو اسلوب کی فطری رانائی میں پیش کرنے کا ہنر جانتے ہیں۔ انھوں نے خاص طور سے سماج کے ستائے ہوئے طبقات کے مسائل بڑے دردناک انداز سے افسانوں میں پیش کئے۔ بیدی کو اردو کے صف اول افسانہ نگاروں میں شمار کیا جاتا ہے۔

1947 کے بعد تقسیم وطن کے موقع پر فرقہ واریت کے جو مناظر سامنے آئے ان کی دردناک تصویریں اس زمانے کے افسانوں میں پیش کی گئی ہیں۔ خاص طور سے قرۃ العین حیدر، انتظار حسین اور قدرت اللہ شہاب نے بہترین انداز میں اس قتل و غارت گری اور دریندگی کی تصویر اپنے افسانوں میں بڑے مؤثر انداز میں پیش کی ہے۔

اردو افسانہ پر زمانہ میں انسانی بسائید کی سچی تصویر پیش کرتا رہا ہیں جس طرح ابتدائی افسانہ نگاروں نے اپنے زمانے کے مسائل سے اپنے عہد کی سچی تصویر پیش کی ہے اسی طرح آج بھی وہ روایات برقرار ہے اور مختصر افسانہ زندگی کا استعارہ بن گیا ہے اس میں نئے نئے تجربات ہو رہے ہیں۔ علاقائی افسانہ نگاری نے فن افسانہ نگاری کو ایک نئی جہت سے آشناء کیا ہے۔ یہ افسانہ پُرانے افسانوں سے کسی قدر مختلف ہے۔ اور تجربہ کے نام پر نئے افسانوی ادب میں فنی اعتبار سے کئی خامیاں دیکھی جاسکتی ہیں۔ اور کہانی پن علامتوں کے پرچہ راستوں میں بھٹک گیا ہے۔ لیکن پھر بھی بعض افسانہ نگاروں نے زندگی کی نئی معلومیت کے اظہار میں فن کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا اور ایسے ہی افسانہ نگاروں سے ہمارے فنی افسانہ کو کئی اُمیدیں وابستہ ہے۔

